مندرجہ بالا اشعار سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ عرفی کی ملتی سلیم کے دربار میں بھی اسی وقت ہوئی جب اس کی شہرت دور دور پھیل چکی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ زمانہ عرفی کی زندگی کے آخری دو سال ہی کا زمانہ ہے جب وہ ابو الفتح کے انتقال کے بعد خان خانان کے دربار سے وابستہ تھا۔ اکبر کی طرح شاہزادہ سلیم کے دربار سے بھی اس کا تعلق بہت ہی کم زمانہ رہا جس کا ثبوت یہ ہے کہ حکیم ابو الفتح اور خان خانان کی مدح میں کہے ہوئے قصائد کے مقابلہ میں شہنشاہ اکبر اور شاہزادہ سلیم کی شان میں کہے جانے والے قصیدوں کی تعداد بہت کم ہے

عرفی کے لاہور کے دوران قیام کے حالات کسی تذکرہ نگار نے تحریر نہیں کئے ہیں لیکن قیاساً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی اس کے اپنے معاصر شعراء سے اچھے تعلقات نہ رہے

کلیات عرفی کے بعض مخطوطہ نسخوں میں عرفی کی کہی ہوئی ایک ہجو ملتی ہے جس میں اس نے اپنے معاصر شعرا کو محض دولتِ دنیا کے لالچ میں اپنی خودداری سے دستکش ہونے پر ملامت کی ہے۔ اسی طرح اس کے ایک قطعہ سے جس کی ابتدا حسب ذیل شعر سے ہوتی ہے ؎

فسانۂ بشنو عرفی از من بیمار   کہ باشدت بنفاق معاشران رہبر

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ عرفی سے ملنے والے بہت تھے لیکن وہ ان سبھوں کو منافق دوست سمجھتا تھا اسی طرح عرفی کے چند قطعات اور بھی ہیں جس میں اس نے اپنے معاصرین کا شکوہ کیا ہے غالباً یہ تمام نظمیں اس کے دوران قیام لاہور ہی کی ہیں جب کہ اس کے اثر و اقتدار کی وجہ سے کھل کر اس کی مخالفت کرنے والے تو کم ہی تھے لیکن حاسد اور منافق دوست کافی تھے اور خود عرفی ان سے آگاہ بھی تھا۔ عرفی کے ایسے ہی دوستوں میں ایک کرم فرما وہ بھی تھے جنہوں نے اس کا دیوان عاریتاً مانگ کر ضائع کر دیا تھا۔

(باقی)